پھر اللہ پاک نے مجھ سے فرمایا تیری امت کے ساتھ کیا کیا جاوے میں نے وہی جواب دیا جو پہلے دیا تھا۔ اسی طرح تین مرتبہ ہوا پھر میرے رب نے مجھ سے کہا تمہاری امت کے متعلق تم کو ہرگز ہرگز نامراد نہ رکھونگا اور مجھکو یہ بشارت دی کہ میری امت سے جو میرے ساتھ جنت میں داخل ہوں گے وہ ستر ہزار ہیں اور ہر ایک ہزار کے ساتھ ستر ہزار ہونگے بلا حساب یہ لوگ جنت میں داخل ہوں گے۔

پھر میرے پاس فرشتہ کو بھیجا اور فرمایا تم دعا کرو تمہاری دعا قبول کی جاویگی اور سوال کرو دیئے جاؤ گے مجھکو اللہ پاک نے یہ عنایت فرمایا کہ میرا اگلا پچھلا گناہ کل معاف کر دیا گیا حالانکہ میں تندرست ہوں زندہ ہوں چلتا پھرتا ہوں اور میرا سینہ کھول دیا گیا اور مجھکو اللہ پاک نے یہ دیا کہ میری امت ذلیل و رسوا نہ ہوگی اور نہ مغلوب ہوگی اور مجھکو کوثر عنایت فرمایا کہ جنت سے یہ نہر بہہ کر میری حوض میں آتی ہے اور مجھکو قوت نصرت اور رعب عنایت فرمایا کہ جو میرے آگے ایک مہینہ کے رستہ پر دوڑتا ہے اور مجھکو یہ عنایت فرمایا کہ میں جنت میں داخل ہونے کیلئے نبیوں میں سب سے اول ہوں گا اور غنیمت میری امت کیلئے حلال کی گئیں۔ اور بہت سی چیزیں ان چیزوں سے جو پہلوں پر سختی کی گئی تھی ہمارے لئے حلال کی گئیں۔

اور دین میں ہم لوگوں پر کچھ تنگی نہیں کی گئی۔ میں نے شکر کیلئے کوئی چیز نہیں پائی مگر یہ کہ سجدہ کروں۔ (خصائص الکبریٰ للسیوطیؒ) اللھم وفقنا لطاعتک وطاعۃ نبیک وارزقنا شفاعۃ یوم القیمۃ والحقنا بالصالحین ○

خلیفہ منصور کا ناصح

(از عبد الحلیم ناظم صدیقی مولوی فاضل مدیر "محدث")

(ہر زمانہ میں اہل حق کی ایک مختصر جماعت ایسی رہی ہے جنکے سامنے حق بولنے کے وقت ایک معمولی سے معمولی فقیر اور ایک جابر سے جابر بادشاہ دونوں برابر ہیں۔ اہل حق ایک صیقل شدہ تلوار ہیں۔ جب بادشاہوں کے سامنے کھڑے ہوتے ہیں تو اپنے مواعظ و نصائح سے اس طرح آگ کے شعلے برساتے ہیں کہ بادشاہوں کی تمام کمزوریاں جلکر خاک ہو جاتی ہیں گویا وہ ان کی برائیوں کو خشک لکڑی کی طرح جلا ڈالتے ہیں اور ان کی خوبیوں کو سونے کی طرح آگ میں رکھکر کندن بنا دیتے ہیں۔ دراصل یہی وہ لوگ ہیں کہ جنکی ذات پر اس پرفریب دنیا میں حق کا قیام ہے یہ لوگ اپنی زندگی میں بادشاہ سے کم نہیں ہوتے۔ خلیفہ منصور عباسی کا ناصح بھی اسی قبیل میں سے ایک زبردست حق پرست تھا جس نے منصور جیسے رعب دار خلیفہ کو اپنی حقگوئی سے لرزا دیا۔ چنانچہ اسکی تفصیل کیلئے ذیل کا تاریخی واقعہ ملاحظہ کریں۔)

مشہور عباسی خلیفہ "منصور" مکہ مکرمہ میں ایک رات بیت اللہ کا طواف کر رہا تھا کہ اس کے کان میں آواز آئی کوئی

شخص رو رو کر دعا کر رہا تھا: "اے اللہ! میں تجھ سے شکوہ کرتا ہوں کہ روئے زمین میں فساد و سرکشی پھیل گئی۔ حق اور اہل حق کے درمیان طمع کی دیوار حائل ہو گئی!" خلیفہ منصور صحن مسجد میں ایک کنارے آکر بیٹھ گیا۔ اور ایک قاصد کو بھیجا کہ اندر جو شخص رو رو کر دعا کر رہا ہے اس کو بلا لائے۔ قاصد نے اس شخص کو خلیفہ کا پیغام پہونچایا۔ شخص نے اٹھکر دو رکعت نماز پڑھی اور رکن یمانی کا بوسہ لیا۔ پھر قاصد کے ساتھ آکر خلیفہ کو باادب سلام کیا۔

منصور:۔ میں نے خود تمہاری آواز سُنی ہے کہ تم خدا سے روئے زمین میں فساد و سرکشی کے ظہور کا اور حق و اہل حق کے درمیان طمع کے حائل ہونے کا تذکرہ کر رہے تھے؟ خدا کی قسم تم نے تو میرے کان چنگاریوں سے بھر دیئے۔

شخص:۔ اے امیر المومنین! اگر آپ میری جان بخشی کریں تو میں آپ کو ان امور کی حقیقت سے مفصل اطلاع دوں۔

منصور:۔ ہاں تم اپنی جان سے بیخوف رہو۔ میں وعدہ کرتا ہوں۔

شخص:۔ آپ غور سے سنیں جس شخص میں طمع داخل ہو گئی ہے یہانتک کہ اس کے اور فساد و سرکشی کے درمیان طمع پوری طرح حائل ہو گئی۔ وہ آپ ہی ہیں!"

منصور:۔ ارے میاں! مجھ میں طمع کیسے داخل ہو سکتی ہے حالانکہ سونے چاندی کے ڈھیر میرے قبضہ میں ہیں۔ ترش و شیریں تمام چیزیں میرے پاس ہیں۔

شخص:۔ (جوش میں آکر) سنو! جسقدر تمہارے دل میں طمع داخل ہوئی ہے اتنا تو کسی کے دل میں داخل ہی نہیں ہو سکتی، اللہ تعالیٰ نے تمکو مسلمانوں کا اور مسلمانوں کے اموال کا محافظ بنایا لیکن تم نے انکی حفاظت سے غفلت کی اور صرف اپنے مال جمع کرنے میں مصروف رہے۔ تم نے اپنے اور مسلمانوں کے درمیان چونے، اینٹ کی دیواروں اور لوہے کے دروازوں کے پردے ڈال لئے۔ پھر دروازوں پر مسلح دربان بٹھا کر تم خود مقید ہو کر بیٹھ رہے اور اپنے عاملوں کو مال کے جمع و تحصیل کیلئے ہر طرف پھیلا دیا۔ جنہیں تم نے گھوڑے، ہتھیار اور فوج سے مضبوط کر دیا اور حکم دیدیا کہ تمہارے پاس لوگوں میں سے صرف فلاں فلاں آئیں جن کا تم نے نام معین کر دیا لیکن تم نے مظلوم کی دادرسی، بھوکوں، ننگوں کی فریادرسی اور کمزور فقیروں کی حاجت روائی کے لئے کوئی حکم اور کوئی سامان نہ کیا۔ حالانکہ ان میں ہر ایک کا تمہارے جمع کردہ اموال میں پورا پورا حق تھا۔

جو تمہارے حلقہ نشیناں ہیں جنہیں تم نے رعایا پر اختیار کامل دیدیا ہے۔ جنکی آمد و رفت کیلئے تمہارے سامنے کوئی رکاوٹ نہیں ان لوگوں نے جب تمکو دیکھا کہ تمہارے دل میں صرف مال کی کشش ہے تم مال جمع کرتے ہو لیکن اسے تقسیم نہیں کرتے تو انہوں نے سمجھا کہ جب ہمارا مالک ہی خیانت کر رہا ہے تو پھر ہم کیوں نہ خیانت کریں جب تمہارے ان با اختیار مشیروں نے تمہیں بالکل مقید دیکھا تو اور بھی آپس میں ملکر ایسے انتظام کر لئے کہ تم کو لوگوں پر ظلم و ستم کی ارزانیوں کی کوئی اطلاع نہ ہو۔ جب تمہاری طرف سے کوئی امیر کہیں مقرر ہوا اور ان لوگوں کے ہتھکنڈوں سے الگ رہنا چاہا تو انہوں نے اس غریب عامل کی بیجا شکایتیں تمہارے پاس کیں یہانتک کہ تمہاری نظر میں وہ ذلیل ہو گیا اور تم نے اسے معزول کر دیا۔ چنانچہ یہ اسقدر مشہور چیز ہو گئی ہے کہ ان سے عام لوگ تو ڈر کر انہیں بُرا سمجھتے ہی ہیں لیکن اب تمام

عامل ان سے خوفزدہ رہتے ہیں اور سب سے پہلے ہر قسم کے مال و ہدایا سے ان کی خاطر تواضع کرتے ہیں پھر وہ عامل اپنی اس کمی کو رعایا پر قسم قسم کے مظالم توڑ کر پوری کر لیتے ہیں۔ سطرح جو کچھ ظلم ہوتا ہے وہ تمہاری بے قصور عام رعایا پر ہوتا ہے۔ اسی کو میں کہتا ہوں کہ کثرت طمع کی وجہ سے اللہ کا ملک فساد و سرکشی سے بھر گیا ہے۔ الغرض یہی وہ فرعونی جماعت ہے جو تمہاری شہنشاہیت میں شریک ہے مگر تمہیں انکی کچھ خبر نہیں چنانچہ ان کے مظالم سے تنگ ہو کر اگر کوئی فریادی تمہارے پاس تک آنا چاہتا ہے تو یہی لوگ تم تک پہونچنے میں اسکے درمیان حائل ہو جاتے ہیں۔ اگر کسی شخص کی تکلیف کا نہیں کبھی علم ہو بھی جاتا ہے اور وہ اپنی تکلیف تم تک پیش کرنا چاہتا ہے تو اس وقت بھی یہی لوگ مختلف چکنی چپڑی باتوں سے تمہیں اس مظلوم کی دادرسی سے روک دیتے ہیں۔ ہاں تم نے ایک شخص کو اس بات کیلئے مقرر کر دیا ہے کہ وہ لوگوں کے ظلم و ستم کی نگہبانی کرے لیکن جب وہ اپنی متعلقہ خبر تمہارے پاس پہونچانا چاہتا ہے تو انہی امراء کی جماعت میں جس کا ظلم ہوتا ہے وہ اسے روک دیتا ہے کہ تم کو کسی قسم کی کوئی اطلاع نہ پہنچائی جائے۔ غریب مظلوم اپنی محرومی پر آنسو بہا کر رہ جاتا ہے۔ آہ! بعض مظلوم جب یہ سمجھ لیتے ہیں کہ بغیر ان امراء کے کوئی دادرسی نہیں ہو سکتی تو وہ انہی کے پاس آمد و رفت کرتے ہیں انہی سے شکوہ و فریاد کرتے ہیں۔ لیکن جو خود ظالم ہو وہ کیا کسی کی دادرسی کر سکتا ہے چنانچہ بیچارہ ٹھکرا کر نکال دیا جاتا ہے۔ جب کوئی مظلوم و ستم رسیدہ تنگ ہو کر زیادہ چیخ و پکار کرتا ہے۔ الحاح و زاری کرتا ہے تو اسے علانیہ سخت سے سخت زدوکوب کیا جاتا ہے تاکہ دوسروں کیلئے بھی عبرت کا سامان ہو جائے۔ افسوس تم ان حالات کو دیکھتے ہو لیکن تم اسکے روکنے کی کوئی فکر نہیں کرتے۔ آہ! کیا اسکے باوجود بھی کہا جا سکتا ہے کہ اسلام باقی ہے؟

اے امیر المومنین! میں ایک مرتبہ چین کا سفر کر رہا تھا آخر ایک دن جب وہاں کے بڑے شہر میں پہونچا تو مجھے معلوم ہوا کہ ایک دفعہ وہاں کے بادشاہ کی قوت سماعت کان کے کسی مرض کی وجہ سے جاتی رہی وہ اس دن بری طرح رویا۔ اسکے ہمنشینوں نے تلقین صبر کی۔ بادشاہ نے کہا "اے بیوقوفو! میں اسلئے نہیں روتا ہوں کہ مجھ پر عدم سماعت کی ایک بڑی مصیبت نازل ہوئی ہے بلکہ میں صرف اسلئے روتا ہوں کہ اب کوئی مظلوم میرے دروازہ کو آکر کھٹکھٹائے گا تو میں اسکی آواز نہیں سن سکتا" پھر اس نے سوچکر کہا "اچھا میری قوت سماعت چلی گئی ہے تو جانے دو میری قوت بینائی تو نہیں گئی۔ میری تمام رعایا میں اعلان کر دو کہ آج سے عام لوگ ہرگز سرخ کپڑا نہ پہنیں صرف ستم زدہ لوگ اپنی دادخواہی کیوقت سرخ کپڑا پہنا کریں" پھر وہ بادشاہ ہر روز صبح و شام ہاتھی پر سوار ہو کر شہر میں گشت لگاتا تھا کہ کوئی مظلوم نظر آتا ہے یا نہیں؟

اے امیر المومنین! یہ تھی ایک مشرک فرماں روا کی حالت جسکی تمام صحبت مشرکوں ہی کے ساتھ تھی جو حد درجہ بخیل ہوتے ہیں اور آپ تو ایک مومن کامل اور نبی صلعم کے اہل بیت سے ہیں۔ آپ کی طبیعت میں سخاوت کے بجائے بخالت کا غلبہ نہیں ہونا چاہئے۔ اگر آپ یہ فرمائیں کہ آئندہ اپنی اولاد کیلئے مال جمع کرتے ہیں تو عرض ہے کہ اولاً زندگی کا کیا ٹھکانا ہے دوسرے اللہ تعالیٰ آئے دن آپ کو بطور عبرت کے دکھاتا رہتا ہے کہ سینکڑوں بچے ایسے پیدا ہوتے رہتے ہیں کہ جن کیلئے روئے زمین پر کچھ مال نہیں ہوتا لیکن اللہ تعالیٰ اپنی مہربانیوں سے ان کی پرورش کرتا ہے یہانتک کہ ان میں بہتیرے بڑھکر لوگوں کی خاص توجہ کے باعث بنجاتے ہیں۔ لہذا آپ کسی کے دینے لینے کیلئے کوئی حقیقت نہیں

رکھتے بلکہ خدا تعالیٰ جسکو چاہتا ہے جو کچھ چاہتا ہے دیتا ہے اور اگر آپ یہ کہیں کہ میں مال صرف اسلئے جمع کرتا ہوں کہ اپنی حکومت کو خوب مضبوط کرلوں تو گذارش ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بنی امیہ کی حالتوں سے عبرت دکھا دی ہے کہ انہوں نے جو کچھ سونا چاندی جمع کیا وہ کوئی کام نہ آیا انہوں نے فوج، سامان جنگ اور گھوڑے تیار کر رکھے تھے مگر کوئی فائدہ نہ ہوا یہاں تک کہ اللہ نے آپ کے متعلق جو ارادہ کیا تھا وہ پورا ہو کر رہا۔ اور اگر آپ کہیں کہ میں مال اسلئے جمع کرتا ہوں کہ جس درجہ میں اس وقت ہوں اس سے بھی بڑا درجہ حاصل کروں تو قسم خدا کی اب اس درجہ کے اوپر ایسا درجہ ہے جسکو کوئی حاصل نہیں کرسکتا۔ کیا آپ اپنے نافرمانوں کو قتل سے بھی زیادہ سخت سزا دیسکتے ہیں؟۔ خلیفہ نے جواب دیا، نہیں ناصح نے پھر کہنا شروع کیا۔ تو اس سب سے بڑے بادشاہ کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے جس نے آپ کو دنیا کا بادشاہ بنایا اور جو اپنے نافرمانوں کو قتل کی سزا نہیں دیتا ہے بلکہ دردناک عذاب میں ہمیشہ پڑے رہنے کی سزا دیتا ہے۔ وہ شہنشاہ دیکھ رہا ہے جو تمہارے دل کے ارادے ہیں اور جو کام تمہارے اعضائے جوارح کررہے ہیں اور جس طرف تمہاری آنکھیں دیکھ رہی ہیں اور جہاں جہاں تمہارے ہاتھ زخم پہونچا رہے ہیں اور جس طرف تمہارے پاؤں چل رہے ہیں۔ غرض تمہاری ہر ادا کی اسکو تمام وکمال خبر ہے۔ بتاؤ جس وقت اللہ تعالیٰ یہ دنیا کی حکومت تمہارے ہاتھ سے چھین لیگا اور تمہیں حساب کیلئے بلائیگا اس وقت تمہاری یہ نجالت کیا فائدہ پہونچا سکتی ہے؟

خلیفہ منصور ناصح کی تقریر سنکر رونے لگا اور پُر درد لہجہ میں بولا" اے کاش میں دنیا میں پیدا ہی نہ ہوتا۔ اے بھائی بتاؤ میں اب اپنے لئے کیا حیلہ تلاش کروں؟"۔

ناصح:۔ اے امیر المومنین! ہر دور میں لوگوں کیلئے ایسے پیشوا موجود ہوتے ہیں جنکی طرف وہ دینی معاملات میں رجوع کرتے ہیں اور انہیں خوش کرتے ہیں لہذا تم بھی اپنی ضرورت ایسے ہی بزرگوں سے ملکر پوری کرو وہ تمہیں ہدایت کرینگے اور اپنے ہر کام میں انہی سے مشورہ لو وہ صحیح راہِ عمل بتائینگے۔

خلیفہ:۔ میں نے ان کی طرف آدمی بھیجے لیکن وہ مجھ سے دور ہی رہے۔"

ناصح:۔ وہ اس بات سے ڈرے کہ تم مبادا انہیں اپنے موجودہ طریقہ پر آنے کیلئے مجبور کرو۔ لہذا اے امیر المومنین تم اپنے دروازہ کو کھولدو اپنے دربانوں کو نرم بنادو، مظلوم کی مدد کرو۔ ظالم کو روکو۔ فئی اور صدقات جن سے لینا حلال ہے ان سے لو اور انہیں حق وانصاف سے ان کے مستحقین میں تقسیم کردیا کرو۔ پھر میں ان بزرگوں کی طرف سے ضامن ہوں کہ وہ تمہارے پاس ضرور آئینگے اور قوم کی بھلائیوں کیلئے تمہیں نیک مشورہ دینگے"۔

اتنے میں فجر کی نماز کے لئے مؤذنوں نے آکر آذان دی اور خلیفہ کے پاس آکر سلام کیا۔ خلیفہ منصور نے اٹھکر نماز پڑھائی۔ پھر بعد نماز اپنی پہلی جگہ پر آکر بیٹھا اور اسی ناصح کو بلایا۔ ہر طرف ناصح موصوف کی تلاش کی گئی مگر وہ کہیں نہ ملا۔

(ترجمہ از رسالہ المقتطف مصر)

خیابانِ طلبہ

اخلاص کا شیریں ثمر

(از مولوی سید نظیر احسن صاحب سہوانی متعلم رحمانیہ)

اللہ رب العالمین نے اشیاء عالم میں مختلف فوائد ودیعت کئے ہیں اور ان سب کو حضرت انسان کے فائدے کے لئے بنایا چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔ ھُوَ الَّذِیْ خَلَقَ لَکُمْ مَا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا۔ خدا تعالیٰ نے زمین کی کل اشیاء کو تمہارے فائدے کیلئے پیدا کیا ہے دوسری جگہ اسکو عام فرما دیا ہے۔ سَخَّرَ لَکُمُ اللَّیْلَ وَالنَّھَارَ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ۔ رات اور دن سورج اور چاند کو تمہارے لئے مسخر کر دیا ہے۔ مگر حضرت انسان کو محض اپنی ہی عبادت کے لئے پیدا کیا جس طرح خود اپنے کلام پاک میں اسکے متعلق ارشاد فرمایا ہے۔ مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ۔ تمام جن وانس کی تخلیق کا منشا صرف عبادت ہے۔ ان کیلئے روزی کا فراہم کرنا ہمارا کام ہے۔ مگر کوئی یہ نہ سمجھے کہ میری عبادت سے خدا تعالیٰ کو کسی قسم کا فائدہ پہنچیگا۔ یا اگر میں عبادت نہ کروں تو اس کی بادشاہت وسطوت میں کچھ تغیر پیدا ہو جائیگا۔ خدا کی ذات اس سے منزہ ہے اسکی بادشاہت ہر صورت میں اپنی شان سے قائم رہیگی۔ حضور پرنور علیہ التحیہ والتسلیم فرماتے ہیں اگر تمام عالم والے میری طرح متقی و پرہیزگار ہو جائیں جب بھی خدا کی حکومت میں کوئی فرق نہ آئیگا۔ اور اگر تمام لوگ ابلیس کی طرح ہو جائیں جب بھی اسکی حکومت وجبروتیت میں کسی قسم کا فرق نہیں پیدا ہوگا۔ بہرکیف خدا تعالیٰ نے متعدد جگہ ارشاد فرمایا ہے کہ میری عبادت کرو مگر اس عبادت کو ایک قید کے ساتھ مقید بھی فرما دیا ہے جسکو اخلاص فی العمل سے تعبیر کرتے ہیں جس کے متعلق اپنی کتاب مبارک میں اسطرح ارشاد فرمایا ہے۔ وَمَا اُمِرُوْا اِلَّا لِیَعْبُدُوا اللہَ مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ حُنَفَاءَ۔ اپنے بندوں کو خاص اپنے ہی لئے بغیر کسی کی شراکت کے عبادت کرنیکا حکم دیا ہے۔ دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کو تمہاری قربانی کے گوشت اور خون کی ضرورت نہیں ہے بلکہ وہاں پر اخلاص کی ضرورت ہے عبادت خواہ بڑی ہو یا چھوٹی اگر اس میں اخلاص سے کام نہیں لیا گیا ہے تو گویا وہ عمل کیا ہی نہیں گیا بلکہ اس کی بجائے برا کام کیا گیا ہے کیونکہ اس پر عذاب مرتب ہوتا ہے اسلئے کہ اس شخص نے اپنے اس کام کو لوگوں کے دکھانے کیلئے کیا ہے۔ اگر لوجہ اللہ ہوتا تو اخلاص ضرور ہوتا اور جو کام لوجہ اللہ نہ ہو وہ فعل شرک ہے اسکے فاعل کیلئے ویل کی وعید آئی ہے۔ ویل جہنم کے ایک درجہ کا نام ہے اس میں اتنا سخت عذاب ہوتا ہے کہ اس سے جہنم بھی پناہ مانگتی ہے۔ ایک جگہ ارشاد ہوتا ہے کہ تم سب کو ایک دن اپنے رب کے دربار میں حاضری ضرور دینی ہوگی اسلئے تم کو چاہئے کہ اس کیلئے کچھ سامان کر لو کیونکہ اگر کوئی شخص ایک دو یوم کا سفر کرتا ہے تو اسکے لئے ہر قسم کا انتظام کرتا ہے پھر یہ تو ہمیشہ کیلئے ہے بلکہ اصلی سفر یہی ہے مگر اس سفر کیلئے جو توشہ مفید ہوگا وہ عمل ہے۔ عمل بھی وہ جو صرف خدا کیلئے کیا گیا ہو۔ یہی ایک ایسی چیز ہے جو انسان کو نجات دیسکتی ہے۔ ورنہ